General Instructions

1. Give numbering to headings

2. Do not write lengthy paragraphs. Write medium sized paragraphs with headings.

3. Do not use table for comparison and contrast questions.

4. Draw figures/diagram/flowchart where needed.

5. Start new question from fresh page.

6. Give around 15 headings for 20 marks question.

7. Every question should have introduction and conclusion paragraphs.

8. Add Quran/Hadees references wherever possible.

9. Narrate incidents from the life of Holy Prophet (SAWW) and Khulafa-e-Rashideen.

10. Add one quotation of famous religious scholar in each question.

11. Change colour scheme for references to give them more visibility.

12. Manage time

13. Wide page borders are discouraged. Should be reasonable.

14. Avoid writing wrong references.

15. Give more weightage to expressedly asked part/s of the question.

16. Avoid writing wrong Quran/Hadith references. It puts extremely negative impression.

Question No. 2

۱۔ تعارف:

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے [illegible]
اس کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ [illegible] گیا ہے اور یہی [illegible]
لیے کافی ہے۔ عقیدہ آخرت کو بنیادی عقائد میں [illegible]
کا مقصد انسان کی دنیا و آخرت میں کامیابی ہے کہ اگر انسان
کے دل میں اس بات کا خوف ہو گا کہ اسے آخرت میں اللہ
[illegible] حساب دینا ہو گا تو
اپنے آپ کو اور معاشرہ دونوں کو برائیوں سے بچا سکتا ہے۔ آخرت
کا خوف انسان [illegible]
میں امداد، باہمی، خدمتِ خلق اور بھائی چارے کو [illegible]

عقیدہ آخرت کا مفہوم: لفظی و اصطلاحی معنی:

لفظ عقیدہ "عقد" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں گرہ باندھنا
[illegible] اصطلاح میں عقیدہ سے
مراد کسی خاص مقصد کو لے کر پختہ ارادہ کر لینا ہے۔ اس
برعکس آخرت کا لفظ "آخر" سے ماخوذ ہے جس کے
معنی ہیں [illegible] اصطلاحی [illegible]
آخرت پر یقین رکھنے کے بعد:

"اس بات پر یقین رکھنا کہ اللہ
نے ہی انسان کو زندگی بخشی ہے اور
موت کے بعد اسے ایک نئی زندگی دوبارہ
سے بخشی جائے گی۔ جہاں پر اسے اپنے
تمام اعمال کا حساب و کتاب دینا ہو
گا۔"

اس عقیدہ پر دل و جان سے یقین کر لینا ایمان کے
[illegible] اگر عقیدہ آخرت پر ایمان [illegible]
ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔

CS CamScanner

3. عقیدہ آخرت : قرآن و سنت کی روشنی میں :

قرآن مجید میں کئی مقامات پر آخرت کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"اور نیکی تو یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر، آخرت، فرشتوں پر، کتابوں پر اور رسولوں پر۔" (2:177)

اسی طرح سورۃ المومنون کی آیت نمبر 12-16 میں اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش اور آخرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اللہ نے انسان کو گیلی مٹی سے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کو نطفہ بنایا پھر اس سے لوتھڑا اور لوتھڑے سے ہڈیاں خلق کیں۔ اور ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا۔ اور اس کو خلقت دی پس اللہ بابرکت ہے۔ اس کے بعد تم مرو گے اور قیامت میں دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔"

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا :

"ایمان کے مختلف تقاضے ہیں : اللہ پر ایمان رکھنا، آخرت پر یقین رکھنا، ملائکہ، کتابوں، رسولوں اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھنا۔"

4. عقیدہ آخرت کی ضرورت و اہمیت :

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جیسا پیدا کیا ہے لیکن کچھ انسان اپنی صلاحیتوں کو اچھی طرح جان کر ان کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سے دوسروں کو نقصان دیتے ہیں۔ تو آخرت کا تصور انسان کے احتساب کا ضامن ہے۔

آخرت کی ضرورت

- نیکوکاروں کو اجر
- گناہ گاروں کا احتساب

→ سوچِ آخرت

- برائیوں سے دوری
- اللہ کا خوف پیدا ہونا
- اسلام کے مطابق زندگی

→ اہمیت

عقیدہ آخرت کے اثرات

عقیدہ آخرت انسان کو نہ صرف اس کی انفرادی زندگی بلکہ اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے میں مدد کرتا ہے۔ اور انسان کو خدا کا قریب اور معاشرے کو برائیوں سے دور کر دیتا ہے۔ عقیدہ آخرت کے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی دونوں پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

عقیدہ آخرت کے اثرات

انفرادی زندگی پر

- اللہ کا قرب
- مقصد حیات کی فراہمی
- عزت نفس اور خودداری کا احساس
- عاجزی و انکساری
- احتساب کا احساس
- امید کی کرن
- دل کا سکون

اجتماعی زندگی پر

- اخوت و بھائی چارہ
- عفو و درگزر
- امداد باہمی
- خدمت خلق
- مثالی معاشرہ کا قیام

→ پر امن معاشرہ اور کامیاب انسان

i- عقیدہ آخرت کے انفرادی زندگی پر اثرات:

i- مقصد حیات کی فراہمی:

عقیدہ آخرت انسان کو ایک مقصد کی فراہمی کرتا ہے۔ وہ انسان کو یہ باور کرواتا ہے کہ دنیا کی زندگی صرف عارضی ہے اور انسان کی زندگی کا مقصد محض اللہ کی خوشنودی ہے اور انسان کو اپنی زندگی اللہ کی خاطر اور اللہ کی مرضی سے گزارنی چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا

"تمھیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے"
(سورۃ فاطر: 5)

ii- عزت نفس اور خودداری کا احساس:

عقیدہ آخرت کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر انسان میں خودداری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ انسان کو اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ دنیا میں فرق رکھنے والے لوگ اللہ کی نظر میں ایک جیسے ہیں۔ اور اللہ نے تمام انسانوں کو ایک جیسا پیدا کیا ہے۔ تو وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے مکمل کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولقد کرمنا بنی آدم

"ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا کی۔"

iii- اللہ کا قرب:

آخرت کا خوف اللہ اور انسان کے درمیان فاصلے کو مزید کم دیتا ہے۔ انسان کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے مرنے کے بعد اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ تو وہ ایسی تمام حرکات سے باز رہتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث بنیں۔ اور وہ عبادات کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل

کرنے کی بے انتہا کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت
کرو۔" 33:33

۱۷- عاجزی و انکساری:

عقیدہ آخرت انسان کے اندر دیگر اچھائیوں کے ساتھ ساتھ عاجزی و انکساری بھی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے رب کو ناراض کر کے وہ دنیا میں اور آخرت میں ناکام ہوگا۔ تو وہ غرور و تکبر کو اپنے دل سے نکال دیتا ہے اور عاجزی و انکساری کا راستہ اختیار کرتا ہے: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وما الحیوۃ الدنیا الا لعب ولھو وللدار الاخرۃ۔

"اور دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہے اور
اصل گھر تو آخرت کا ہے۔"

(6:32)

۷- احتساب کا احساس:

عقیدہ آخرت انسان میں احتساب کے احساس کو پیدا کرتا ہے۔ انسان کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ نے یہ دنیا محض امتحان کے لیے بنائی ہے اور انسان دنیا میں جو بھی کرے گا۔ اسے آخرت میں اس کا جواب دینا ہوگا۔ اس لیے وہ خود کو تمام برائیوں سے باز رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف پسند ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ان اللہ یحب المقسطین

"بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو
پسند کرتا ہے۔"

vi- امید کی کرن:

آخرت کی امید انسان کے دل میں امید پیدا کرتی ہے کہ دنیا میں تمام تر کی جانے والی زیادتیوں کا ازالہ آخرت کے دن ممکن ہو گا۔ اس پر کیے گئے تمام مظالم کا بدلہ اللہ خود لیں گے تو وہ سکون سے اپنی زندگی جینا شروع کر دیتا ہے۔ حضور نے خود بھی مایوسی سے منع فرمایا۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

"مایوسی کفر کی طرف لے جاتی ہے۔"

vii- دل کا سکون:

عقیدہ آخرت انسان کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ دیتا ہے۔ اور انسان کی روحانی ضروریات پوری ہونے لگتی ہیں۔ ان ضروریات کے پورا ہونے سے انسان کو دل کا سکون میسر ہونے لگتا ہے۔ جب انسان کو دل کا سکون میسر ہوتا ہے تو اپنی دنیا بھی اچھی طرح گزارنے لگتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"اور اللہ کی یاد سے ہی دل چین پاتے ہیں"
سورۃ البقرہ۔

اجتماعی زندگی پر اثرات:

i- اخوت و بھائی چارہ:

آخرت کی سوچ انسان کو دنیا میں اچھے کاموں کی طرف راغب کرتی ہے اور ایسے برائیوں سے باز رکھتی ہے۔ وہ تمام کاموں کو کرتا ہے۔ جس سے اللہ راضی ہو۔ اور اسے آخرت میں بہتر صلہ ملے۔ ان تمام جذبوں میں انسان کا دوسرے انسان سے اچھے تعلقات رکھنا بھی آتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"حق تو یہ ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" (۴۹:۱۰)

ii - عفو و درگزر :

انسان آخرت کا سوچتے ہوئے جب اپنے ماضی میں کیے گئے گناہوں پر نظر ڈالتا ہے تو وہ اللہ سے معافی مانگنے لگتا ہے۔ اور اس سب میں وہ یہ بھی سیکھ جاتا ہے کہ دوسروں کو معاف کرنا ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ جیسا کہ رسول نے فرمایا ہے:

"اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

iii - امدادِ باہمی :

اسی طرح دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ انسان میں امدادِ باہمی کے جذبے کو بھی آخرت کی سوچ بڑھاتی ہے۔ اور انسان کو یہ یاد کراتی ہے کہ دوسروں کی مدد کرنا ایک انسان کی ذمہ داری ہے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوں گے اور انسان کی زندگی بھی بہتر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جس نے ایک انسان کو بچایا اس نے گویا تمام انسانیت کو بچا لیا۔" (5:32)

iv - خدمتِ خلق :

عقائد کے قبول اور ایمان لانے کے بعد انسان دیگر عبادات میں مشغول رہتا ہے۔ اور اللہ کے احکامات کو بجا لانے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ اسے یہ بھی یاد رہتا ہے کہ دیگر عبادات کے ساتھ دوسرے انسانوں کی خدمت بھی ایک عبادت ہے۔ جیسا کہ بیمار کی عیادت وغیرہ۔

v - مثالی معاشرے کا قیام :

یہ تمام خوبیاں ایک معاشرے کو مثالی معاشرہ بنانے میں مدد کرتی ہیں۔ ایک ایسا معاشرہ جس کے لوگوں کے دل میں آخرت کا خوف ہے۔ وہ خود کو تمام تر برائیوں سے دور رکھیں گے اور اچھے کاموں کی طرف توجہ دیں گے۔

نتیجہ:

غرض یہ ہے کہ عقیدہ آخرت پر یقین رکھے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں ہے۔ انسان کے دل میں آخرت کا خوف اسے برائیوں سے دور اور اللہ اور مخلوق کے قریب کر دیتا ہے۔ اسی طرح معاشرہ پرسکون اور انسان کامیابی کی منازل طے کرتا ہے۔

x — x — x — x — x

سوال نمبر 5

1. تعارف:

موجودہ دور میں امت مسلمہ مختلف مسائل سے دوچار ہے۔ جس میں داخلی و خارجی مسائل شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آج کل اسلاموفوبیا اور انتہا پسندی بھی کافی بڑھ رہے ہیں جو کہ مسلمانوں کے مختلف چیلنجز کھڑے کر رہے ہیں۔ اگر دونوں میں موازنہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ان میں سے کون سا مسئلہ مسلمان امہ کی بنیادوں کو کھوکھلی کر رہا ہے۔ تو اس کا جواب اتنا سیدھا نہیں ہے۔ اسلاموفوبیا مسلمان امہ کو بیرونی تناظر جبکہ انتہا پسندی مسلمانوں کو اندرونی تناظر میں نقصان دے رہی ہے۔ اگرچہ نقصان کی نوعیت مختلف ہے۔ لیکن دونوں کی طرف ایک جیسے نوعیت کے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان دنیا کو متحد ہو کر اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

2. امت مسلمہ کی تعریف:

امت کا لفظ "ام" سے یا "ام" سے ماخوذ ہے جس سے مراد ہے "قوم یا برادری"۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے امت کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لیے ہو۔ تم نیکی کا درس دیتے ہو"

ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

حافظ عمر اپنے ریسرچ جنرل "عالمی منظرنامے میں اسلام دنیا" میں لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

"امت سے مراد ایک ایسا گروہ جو ایک دوسرے کے لیے ہمدردی اور بھائی چارے کا جذبہ رکھتا ہو۔ جو سیدھے راستے پر گامزن ہو۔ جس کے پاس ہدایت کے لیے ایک کتاب ہو۔"

اس وقت دنیا میں تقریباً پچاس زیادہ اسلامی ممالک آباد ہیں۔ اور جو کہ تقریباً کل آبادی کا 1.9 billion رہتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار World Population Review کے مطابق ہیں۔

3. امت مسلمہ کے چیلنجز:

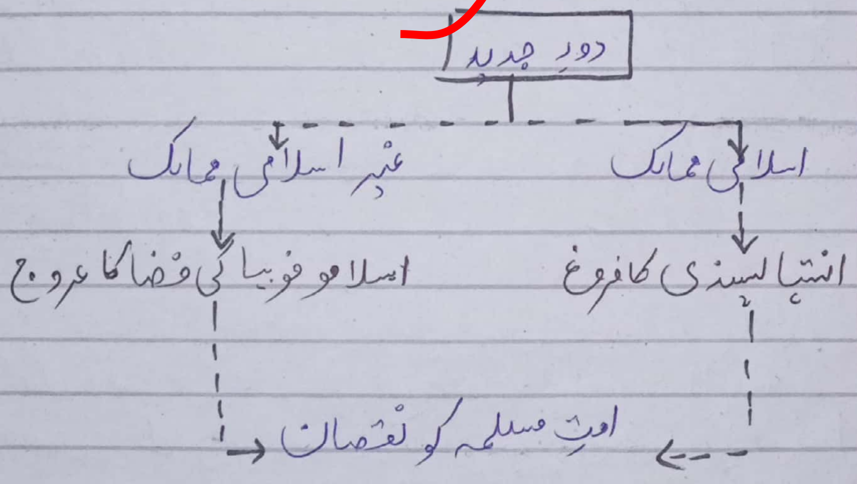

دورِ جدید میں مسلمان دنیا کو انتہا پسندی اور اسلاموفوبیا دونوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور یہ دونوں ہی مسلمانوں کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر یہ بات کی جائے کہ ان میں سے کون سا مسئلہ مسلمانوں کو زیادہ نقصان دے رہا ہے۔ تو اس کے لیے ان کی وجوہات اور اثرات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ جن کی بنیاد پر اس سوال کا جواب نکالا جا سکتا ہے۔

انتہا پسندی کا جائزہ :

انتہا پسندی کے لیے انگریزی میں Extremism کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر اس لفظ پر غور کیا جائے تو اس میں انتہا کا لفظ ملے گا۔ اور انتہا سے مراد ہے حد سے تجاوز کر جانا۔

الفارابی کے مطابق:

"کسی بھی معاملے میں حد سے گزر جانا انتہا پسندی کہلاتا ہے۔"

کسی خاص قوم کا اپنے نظریات یا اصولوں کے ساتھ جب حد سے تجاوز کر جائے اور اسے دوسروں پر بھی زبردستی مسلط کرنا شروع کر دیا جائے تو اسے انتہا پسندی کہتے ہیں۔

انتہا پسندی سے مراد:

i. انتہا پسند ہونے کا معیار

ii. اپنے نظریات، خیالات کی وکالت کرنا ہے۔

انتہا پسندی ہی دہشت گردی کی طرف لے کر جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے آج دنیا میں مختلف ممالک کو اس مسئلے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

مثالیں:

دنیا میں وہ ممالک جو انتہا پسندی سے متاثر ہیں۔ ان میں ایک پاکستان ہے۔ جہاں انتہا پسند گروہیں اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لیے انتہا پسندی کو دہشت گردی کی شکل میں تبدیل کر رہے ہیں۔ پاکستان میں موجود "تحریک طالبان پاکستان" جو کہ ایک انتہا پسند گروپ ہے اور سال 2023 میں دہشت گردی کے حملوں میں تقریباً ایک ہزار لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے۔

اس کے علاوہ ایران میں بھی اس انتہا پسندی کے واقعات دیکھے گئے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ مئی 2023 میں پیش آیا۔ جہاں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے نتیجے میں تقریباً 6 لوگ مارے گئے۔

CamScanner

مسلمان دنیا انتہا پسندی کی وجوہات

اسلامی دنیا کی نوآبادیات

مسلمان دنیا کے لوگوں اور وسائل کا استحصال
(امریکہ کی افغانستان میں 20 سالہ جنگ)

سیاسی جماعتوں کا ظہور
(تحریکِ طالبان پاکستان)

اسلامی اسکالرز کی انتہا پسند تعلیمات

جہاد کا سیاسی استعمال:

مشرق اور مغرب میں فرق

غربت و آمریت

↓

انتہا پسندی کا عروج

↓

دہشت گردی کی شکل اختیار کر لینا

↓

مسلمان ہو کر مسلمانوں کا قتلِ عام

↓

امت مسلمہ کا نقصان

اسلاموفوبیا کا جائزہ:

اسلاموفوبیا سے مراد "اسلام یا مسلمانوں سے خوف رکھنا یا تعصب رکھنا۔" اسلاموفوبیا کو مغرب کا ایک گمراہ کن تصور مانا جاتا ہے۔ اہلِ مغرب اس پروپیگنڈے کو پھیلا رہے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات حاصل کرنے والے انتہا پسندی اختیار کر لیے

ہیں۔ جبکہ قرآن مجید اس کی واضح الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

"جس نے ایک انسان کا قتل کیا اس نے
گویا تمام انسانیت کا قتل کیا اور جس
نے ایک انسان کو بچا لیا اس نے تمام
انسانیت کو بچا لیا۔" (5:32)

Oxford Dictionary کے مطابق اسلاموفوبیا سے مراد:
"اسلام سے سیاسی قوت کی بناء پر خوف یا
دشمنی رکھنا اسلاموفوبیا کے زمرے میں
آتا ہے۔"

یہ لفظ پہلی بار فرانسیسی زبان میں 1932 میں استعمال کیا گیا۔ جبکہ اسلام دنیا میں 1995 میں ایک ریسرچ پیپر شائع ہوا۔ جس میں "رھاب الاسلام" (fear of Islam) کا لفظ استعمال ہوا۔

اسلاموفوبیا کی وجوہات

- صلیبی جنگیں، آیت اللہ خمینی کا فتویٰ، 9/11 کا واقعہ،
- مغرب میں اسلام کی بالادستی، دہشت گرد تنظیموں کا عروج،
- یورپ میں دہشت گردی

اثرات

- مسلمانوں کا قتل، میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے لیے نفرت
- فرانس میں اسکارف پر پابندی، اذان پر پابندی
- Switzerland میں قرآن پاک کی بے حرمتی، انڈیا، فلسطین میں مسلمانوں کی نسل کشی
- یوریبیا

انتہا پسندی یا اسلاموفوبیا : موجودہ بڑا چیلنج :

اگر دونوں مسائل کا موازنہ کیا جائے کہ دونوں میں بڑا چیلنج کون سا ہے۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مسئلے ہی مسلمانوں کے لیے برابر نقصان کی نوعیت رکھتے ہیں۔ لیکن اسلاموفوبیا کو بھی انتہا پسندی سے جوڑا جاتا ہے۔ اور غیر مسلموں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو دنیا سے ختم کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان دنیا میں انتہا پسندی اور دہشت گردی کی وجہ ہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ دنیا میں بڑھتے اسلاموفوبیا نے مسلمانوں پر مظالم کو اور بڑھا دیا ہے۔ اور یہی اس وقت بڑا چیلنج ہے :

i۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف بڑھتی نفرت :

ہندوستان میں مودی کے حکومت سنبھالتے ہی مسلمانوں کے خلاف انتہا پسندی بڑھنے لگ گئی تھی اور گزشتہ کئی مہینوں میں بہت سے ایسے واقعات منظر عام پر بھی لائے گئے۔ ان میں سے ایک کلکتہ کے شہر میں ایک مسلم لڑکی لما لیعلم کی ویڈیو تھی۔ جس کو محض اسکارف پہننے پر امتحان میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

ii۔ فلسطین میں مسلمان نسل کشی :

اکتوبر میں اسرائیل نے فلسطین پر مظالم کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جو کہ اب تک جاری ہے۔ اس دوران کئی مسلمان معصوم بچے اور ہزاروں خاندان مارے جا چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسرائیل کے اس ردعمل کی اصل وجہ اسلاموفوبیا ہے۔ جس کی بنا پر تقریباً 8000 سے زائد لوگ مارے جا چکے ہیں۔ اور ان کا قصور صرف مسلمان ہونا ہے۔ حتیٰ کہ ہسپتالوں پر بھی حملے کیے گئے اور نومولود بچوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ یہ مثالیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اس وقت دونوں مسائل مسلمانوں کو نقصان دے رہے ہیں۔ لیکن اسلاموفوبیا کا مسئلہ کافی حد تک خطرناک ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

CS CamScanner

غیر مسلموں کا انتہا پسندی اور اسلاموفوبیا کو لے کر اسلام پر موقف:

Karen Armstrong اپنی کتاب Fields of Blood: Religion and History of Voilence میں لکھتی ہیں کہ

"انتہا پسندی اور دہشت گردی کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ جدیدیت سے ہے۔"

John S. Esposito اپنی کتاب Islam: The Straight Path میں لکھتے ہیں:

"اسلام مذہب امن کا مذہب ہے جو کہ دہشت گردی یا انتہا پسندی کو فروغ نہیں دیتا۔"

12

امت مسلمہ کے لیے آگے کا لائحہ عمل:

تجاویز

حج کے موقع پر تدارک کا لائحہ عمل — قرآن و سنت کی اصل تعلیمات پر روشنی

میڈیا کا کردار بہتر بنانا — نوجوان نسل کو اسلام کے خلاف استعمال ہونے سے روکنا!

اقوامِ متحدہ کی ذمہ داری — مدرسہ کلچر میں بہتری لانا

نتیجہ:

دورِ عصر میں انتہا پسندی اور اسلاموفوبیا اسلام کے لیے خطرہ ہیں۔ لیکن اسلاموفوبیا کا چیلنج انتہا پسندی سے بھی زیادہ ٹھہرا ہے۔ اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ متحد ہو جائے اور مل کر اس مسئلہ کا حل نکالے۔ تاکہ مسلمان پہلی طرح تیزی سے عروج حاصل کر سکیں۔

CamScanner

سوال نمبر 6

۱- تعارف:

اسلام ایک دین ہے جو کہ زندگی گزارنے کا ایک مکمل لائحہ عمل فراہم کرتا ہے۔ اس میں مختلف نظام کے بارے میں رہنمائی موجود ہے۔ جیسے کہ سیاسی، سماجی، معاشی نظام اسی طرح ریاست کو چلانے کے لیے بھی اسلام نے چند اصول وضع کیے ہیں۔ جو کہ حضورؐ نے اور صحابہ کرام نے اپنی دورِ خلافت میں لاگو کیے۔ اور اللہ کے احکامات پر عمل کر دکھایا۔ یہ اصول آج کے دور میں بھی انسان کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کو صحیح معنوں میں رائج کیا جائے۔

گڈ گورننس: اسلام کی نظر میں

مولانا المودودی کے مطابق

"گڈ گورننس سے مراد ایسا نظام حکومت ہے جو اسلامی اصولوں اور قوانین کے مطابق ہو اور جو انصاف، عدل، اخلاقی اقدار اور امن کی بنیاد پر مبنی ہوتی ہے۔"

اسلام میں گڈ گورننس سے مراد ہے کہ ایسے طرز پر حکومت کی جائے جس کی بنیاد اسلام کے اصولوں پر ہو۔
قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"جب وہ لوگ زمین میں اقتدار حاصل کرتے ہیں تو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔" (22:41)

پھر مزید ارشاد ہوتا ہے:

"اے ایمان والو! اللہ کے لیے عدل کے ساتھ گواہ بن جاؤ اور لوگوں کی عداوت تمہیں انصاف سے منحرف نہ کردے۔ عدل کرو۔ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

اسلام میں گڈ گورننس کے اصولوں کی بنیاد :

اسلام میں گڈ گورننس کے اصولوں کی بنیاد قرآن اور سنت ہیں۔ یعنی وہ احکامات جو اللہ نے وحی کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے۔ اور دوسرے وہ جو رسول ﷺ نے طریقہ کار اختیار کیا۔ ان کو ذہن نشین کرتے ہوئے اصول بنائے جاسکتے ہیں۔

اسلام میں گڈ گورننس کے اصول :

i- خلافت بطورِ امانت :

اسلام میں خلافت کا تصور موجود ہے۔ اور مسلمانوں کا امیر یا خلیفہ اللہ کے دیے گئے اختیارات کا استعمال بطورِ امانت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہے کہ اللہ کی بنائی ہوئی حدود سے تجاوز کرنے کا انجام برا ہوتا رہا۔ قرآن مجید میں فرد انسان کے لیے خلیفہ (نائب) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کی اور فرشتوں سے فرمایا:

"اور میں زمین میں اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کرنے والا ہوں۔"

(سورۃ البقرہ)

ii- اصل حاکمیت کا مالک صرف اللہ :

اسلام میں حاکمیت کا اصل اختیار صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ انسان صرف اللہ کے وضع کردہ طریقے کے مطابق چلے گا۔ اور طاقت کو امانت اور دیانتداری سے استعمال کرے گا۔ اصل حاکمیت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ سورۃ الفاتحہ میں کرتے ہوئے کہتے ہیں :

الحمد للہ رب العالمین

"تعریف اس خدا کی جو تمام جہاں کا رب ہے۔"

۱۱۔ مشاورت پر مبنی خلافت:

اسلام میں خلافت مشاورت پر مبنی ہے۔ یعنی فیصلے کرتے وقت عوام کی رائے دہی کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ حضورؐ خود بھی معاملات میں صحابہ کرام سے مشاورت کرتے تھے جیسے کہ غزوہ خندق سے پہلے جنگ کی تیاری کرتے وقت آپؐ کو خندق کا مشورہ حضرت سلمان فارسیؓ نے دیا تھا۔ اسی طرح قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے کہ:

3:159 "اور آپس کے معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کریں۔"

۱۷۔ انصاف پر مبنی گورننس:

اسلام میں انصاف کے حصول کو سب سے اوپر رکھا گیا ہے اور اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ معاشرے میں سکون برقرار رکھنے کے لیے انصاف کا جلد حصول بہت بہتر ہے۔ حضورؐ کے پاس صحابی ایک فاطمہ نامی عورت کی سفارش لے کر آئے۔ جس کا تعلق قبیلہ مخزوم سے تھا اور اس نے چوری کی تھی۔ آپؐ نے ہاتھ کاٹنے کی سزا سنائی تھی۔ آپؐ صحابی کے رویے سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

"خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی داہاں ہاتھ کاٹ دیتا۔"

۷۔ احتساب کا تصور:

اسلام گورننس کے اہم اصولوں میں احتساب کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے یعنی عوام کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ سے احتساب لے سکیں۔ اسی طرح خلیفہ بھی عوام کے احتساب کا ذمہ دار ہوتا ہے تاکہ انصاف کو یقینی بنایا جا سکے۔ خلفائے راشدین نے بھی اس پر عمل کیا۔ حضرت عمرؓ نے جب دو چادریں پہنی تو لوگوں نے آپؓ سے سوال کیا اور پوچھا کہ ان کے پاس دوسری چادر کیسے آئی۔ اس طرح خلیفہ بھی احتساب سے بالاتر نہیں ہوتا۔

vi- امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

اسی طرح اسلامی گورننس میں یہ بھی شامل ہے کہ خلیفہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو یقینی بنائے۔ اس سے مراد ہے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اور خلفائے راشدین کے بعد یہ ہر ملک کے امیر کی ذمہ داری ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے اسے
چاہیے ہاتھ سے روکے، یا قلم سے یا
پھر زبان سے یا پھر دل میں اس
کو برا جانے۔ اور یہ ایمان کا سب
سے نچلا درجہ ہے۔"

vii- سود سے پاک معیشت کو یقینی بنانا:

سود سے پاک معیشت کو یقینی بنانا بھی اسلامی حکمرانی کے اصولوں میں شامل ہے۔ سود سے پاک معیشت کا مقصد ہے کہ غریب لوگوں کی مدد کی جا سکے۔ اور قرض داروں کو لیا قرض ادا کرنے میں زیادہ مشکل نہ ہو۔ رسول ﷺ نے خود سود کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

"چار لوگوں پہ اللہ کی لعنت ہے سود دینے والا،
لینے والا، سود کا گواہ اور سود کا حساب
رکھنے والا۔"

viii- زکوٰۃ کے نظام کو یقینی بنانا:

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو کہ تمام صاحبِ حیثیت لوگوں پر سال میں ایک بار فرض ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غریب لوگوں کی مدد کی جائے۔ اور دولت کی گردش کو ممکن بنایا جائے تاکہ معاشرے میں امیر اور غریب کا فرق زیادہ گہرا نہ ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و آتو
الزکوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون۔"

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے غیب پر
اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دیتے رہے
اور اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم
نے ان کو عطا کیا۔"

ix- عوام کی فلاح و بہبود:

اسلامی نظام حکمرانی میں عوام کی فلاح و بہبود کو بھی یقینی بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ خلیفہ پر لازم ہے کہ وہ ایسے رفاہ عامہ کے کاموں کو یقینی بنائے۔ جن سے عوام کی مدد کی جا سکے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدینہ میں موجود یہودیوں کو جو کہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے ان پر جزیہ معاوضہ ملتا تھا۔ اسی طرح رسول ﷺ نے اپنے زمانے میں یتیموں کی کفالت کو یقینی بنایا۔

x- رشوت سے پرہیز:

اسلامی نظام حکمرانی میں رشوت کی بھی مخالفت کی گئی ہے۔ اور اس کو پسند نہیں فرمایا گیا۔ کیونکہ رشوت دینے سے حق دار اپنے حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں انصاف کا توازن برقرار نہیں رہے گا۔ اور معاشرہ جلدی تباہی کی طرف رواں دواں ہو جائے گا۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

رشوت دینے والا اور لینے والا ہم میں سے نہیں۔

xi- طاقت اور عہدے کے غلط استعمال کی ممانعت:

اسلام میں طاقت یا عہدہ ایک امانت ہے اور انسان دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے۔ تو بطور خلیفہ اس کے لیے ممنوع ہے کہ وہ طاقت کا ناجائز استعمال کرے اور اپنے عہدے کو غلط کاموں اور مفاد کے لیے استعمال کرے۔

اسلام کے گڈ گورننس کے اصول اور موجودہ دور:

جدید دور میں دنیا بہت سے مسائل کا سامنا کر رہی ہے جیسے کہ انصاف

کا مقصد نہ ہونا، رشوت کا معاشرے میں برائیوں کی بڑھتی شرح، غربت و افلاس، انسانیت کا قتل اور دیگر عام برائیاں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ دنیا میں چلنے والے اصول اصل میں بہتر حکمرانی کے اصول نہیں ہیں۔ حتی کہ مسلم ممالک میں بھی یہ مسائل جنم لینے لگے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اسلام سے دوری اور مغربی ممالک کی رغبت ہے۔ جو کہ بے سکونی کی فضا کو قائم کر رہی ہے۔

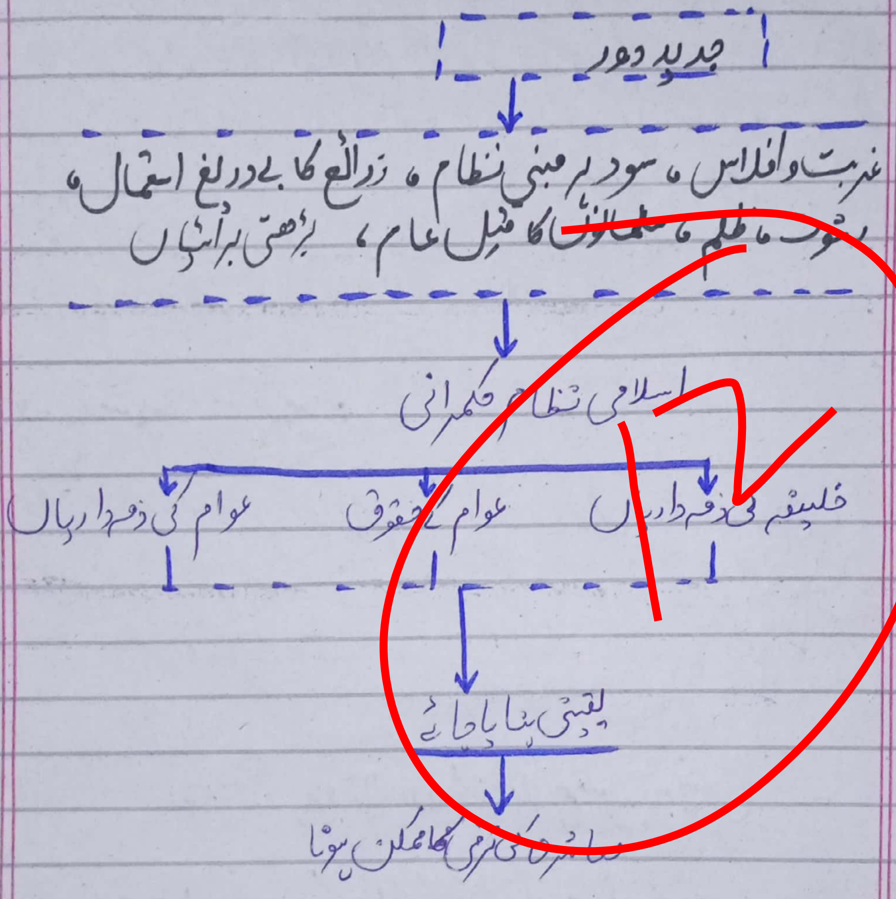

نتیجہ:

غرض یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ زندگی کے ہر معاملے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے اور ریاست کو چلانے کا بھی ایک بہترین نظام دیتا ہے۔ جس کو اپنا کر موجودہ دور میں مسائل سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کو صحیح معنوں میں اپنایا جائے اور اس کے اصولوں پر عمل کیا جائے۔

سوال نمبر 7

1۔ تعارف:

اللہ تعالیٰ کے انسانوں پر بے پناہ احسانات و انعامات ہیں۔ اگر صنف نازک کی بات کی جائے تو اسلام سے پہلے عورت کی کوئی عزت نہیں تھی۔ اسلام نے عرب میں آ کر عورت کو اس کا مقام دلایا ہے۔ اس کو بیٹی، ماں، بہن، بیوی کے درجے پر فائز کر دیا۔ اس کو وراثت میں حصہ دیا۔ اور 1400 سال پہلے اس کے حقوق کی بات کی۔ اس کے برعکس مغرب میں صنف نسواں کا تصور بالکل مختلف ہے وہ مسلمان عورت کی چادر دیواری کو حفاظت کے بجائے قید سمجھتی ہے۔ لیکن وہ اس بات کو نظر انداز کر رہی ہے کہ اسلام نے عورت کے کندھے سے سارا بوجھ ہٹا کر مرد کے کندھے پر ڈال دیا ہے۔ اس کے علاوہ اسے شادی، طلاق وغیرہ میں مرضی کا اختیار دیا ہے۔

2۔ اسلام میں عورت کا مقام:

عرب میں اسلام کی آمد سے پہلے عورتوں کی حالت بدتر تھی۔ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اور عورت کو پاؤں کی جوتی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اس کی کوئی عزت نہ تھی۔ اسلام نے اسے اس کا اصل مقام دلوا دیا۔ اسلام عورت اور مرد میں کوئی تفریق نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور ان کے رب نے ان کی دعا کو قبول کر لیا کہ میں تم میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرنا چاہتا وہ مرد ہو یا عورت۔"

(3 : 195)

اسی طرح سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

"عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف کو قائم رکھو"

3۔ عورت بحیثیت ماں:

اسلام میں عورت کو ماں کے درجے میں بیش عزت دی

CamScanner

گئی ہے۔ اور ماں کے قدموں تلے جنت رکھی ہے۔ حضورؐ سے کسی صحابیؓ نے عرض کیا:

"مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ فرمایا تیری ماں کا۔ تین بار یہی فرمایا۔ چوتھی دفعہ پوچھنے پر فرمایا تیرے باپ کا۔"

۴۔ عورت بحیثیت بیوی:

سورۃ الذاریات میں ارشاد ہوتا ہے:

"ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے"

قرآن مجید میں عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔ اسی طرح خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپؐ نے عورتوں کا خیال رکھنے کی تاکید کی۔ اس تمام باتوں سے عورت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو کہ اسلام نے اسے عطا کی ہے۔

۵۔ عورت بحیثیت بہن:

عورت کو بہن کے روپ میں بھی بہت عزت دی گئی ہے۔ اس بات کا اندازہ رسولؐ کا اپنی رضاعی بہن حضرت شیماؓ سے سلوک سے لگایا جا سکتا ہے۔ جب کافی عرصے بعد وہ آپؐ کے سامنے آئیں اور آپؐ نے ان کو پہچان لیا۔ تو آپؐ نے اپنی چادر بچھائی۔ ان کو اس پر بٹھایا اور آپؐ نے ان کو کافی انعامات و اکرامات کے ساتھ ان کو رخصت کیا۔

۶۔ عورت بحیثیت بیٹی:

اسلام میں بیٹی کی پرورش کرنے والے باپ کو بھی اعلیٰ درجہ پر فائز کیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا

"جس نے دو بیٹیوں کی اچھی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے قریب ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں۔"

7- مغرب میں عورت کا مقام :

انگریزی زبان میں عورت کے لیے Women کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنی پر اگر غور کیا جائے تو اس سے مراد ہے:

Women = آدھا مرد

Fe-male = male کے نصب کو ظاہر کرتا ہے۔

Webster Dictionary کے مطابق female سے مراد:

"influenced by male"

یا

"وہ مرد اور بچے کے درمیان ہیں۔ کچھ تو مردوں جیسی خصوصیات زیادہ رکھتی ہیں۔ اور بہت سی بچگانہ مزاج کی حامل ہیں۔ جب کہ زیادہ تر درمیانی خصوصیات رکھتی ہیں۔"

اہل مغرب کے مطابق تمام عورتیں "نصف مرد" کے درجے پر فائز نہیں۔ کیونکہ ان میں بہت سی بچگانہ صفات پائی جاتی ہیں۔ دوسری بات مغرب میں عورتوں کو حقوق 2nd wave of Feminism کے بعد ملے ہیں۔ اور آج میں ان میں سے خواتین اپنے حقوق کی خاطر لڑ رہی ہیں۔ اور ان کو وہ حقوق میسر نہیں ہیں جو ایک مسلمان عورت کو میسر ہیں۔

8- مغربی اور اسلامی عورت کے حقوق میں موازنہ :

مغربی عورت	اسلامی عورت
1- مغرب نے مرد کے ساتھ ساتھ عورت پر بھی ذمہ داری کا بوجھ ڈالا ہے۔	1- اسلام نے عورت کو ذمہ داری کی فکر سے آزاد رکھا ہے۔
2- بغیر شادی کے جنسی تعلقات کی اجازت دی ہے۔	2- عورت کو باعزت نکاح کے حقوق حاصل ہیں۔

3.	عورت آج بھی اپنے حقوق کے لیے لڑ رہی ہے۔	اسلام نے یہ حقوق 1400 سال پہلے دیے ہیں۔
4.	مرد پر کمائی پر ان کا اور عورت کی کمائی پر ان کا حصہ ہے۔ یعنی کوئی دوسرے کی کمائی میں شریک نہیں	مرد کی کمائی میں عورت کا حصہ رکھا ہے۔ اور عورت کی کمائی میں مرد کا کوئی حصہ نہیں۔
5.	عورت کو سامانِ آسائش سمجھا ہے۔	عورت کو بطور ماں جنت اس کے قدموں تلے رکھی ہے
6.	وراثت کے لیے لڑتی ہے۔	اسلام نے وراثت کے حقوق یقینی کر رکھے ہیں۔
7.	چار دیواری کو قید سمجھتی ہے۔	چار دیواری کو حفاظت سمجھتی ہے۔
8.	عورت کو خود کمانا پڑ رہا ہے	عورت کے حقوق کو حقوق العباد میں شامل کیا گیا ہے۔
9.	عورت کو بناؤ سنگھار سے معاشرے میں رسوا کیا جا رہا ہے	عورت کی عزت و حرمت محفوظ رکھنے کے لیے پردے کا حکم ہے۔
10.	عورت سے جنسی تعلقات کو عام کیا جا رہے ہیں	عورت سراپا ستر ہے۔

9. مسلمان عورت مغربی عورت سے زیادہ با اختیار:

مسلمان عورت درج ذیل بنیاد پر مغربی عورت سے زیادہ با اختیار ہے:

i. مرد کے برابر تعلیم کا حق:

اسلام نے عورت کی تعلیم پر بھی مرد کی تعلیم جتنا ہی زور دیا۔ اور دونوں میں تفریق نہیں رکھی۔ حضورؐ اپنے زمانے میں عورتوں کی تعلیم کے لیے کچھ مخصوص ایام نکالتے تھے۔ اسی طرح آپؐ نے ارشاد فرمایا

طلب علم فریضۃ علی کل مسلم

"علم کی طلب ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"

اسلام علم کی طلب کو بڑھاوا دیتا ہے جو کہ مغربی کلچر کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام نے یہ حق 1400 سال پہلے دیے۔

ii. معاہدہ یا وصیت کا حق:

اسلام کی عورت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کوئی بھی معاہدہ یا وصیت کسی کے نام پر بھی کر سکتی ہے۔ اور یہ اختیار اس وقت عورت کو دیے گئے جب عورت کی عرب میں کوئی عزت نہیں تھی۔ اس بناء پر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی عورت مغربی عورت سے زیادہ آزاد تھی ہے۔

iii. شوہر کے انتخاب کی مکمل آزادی:

اسلام کی عورت کو شوہر کے انتخاب کی مکمل آزادی حاصل ہے وہ اپنی پسند سے شادی کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اور ناپسندیدہ انسان سے شادی کے خلاف انکار رکھنے کا بھی حق رکھتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے خود رسولؐ سے نکاح کا پیغام بھجوایا تھا جس کو آپؐ نے قبول کر لیا تھا۔

iv. عورت بطور معاشرے کا لازمی جزو:

اسلام میں عورت کو معاشرے کا لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔ اور اسے صرف چار دیواری تک ہی محدود نہیں کیا جاتا۔ رسولؐ کے زمانے میں عورتیں جنگوں میں بھی شرکت کرتی تھیں۔

نتیجہ: غرض یہ کہ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ انہیں ذلت کے گڑھے سے نکال کر ایک عزت کی چادر پر بٹھا دیا گیا ہے۔ اور اسے وہ مقام حاصل ہے جو کہ مغربی عورت کو بھی حاصل نہیں۔

CamScanner